بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح عقیدہ واسطیہ مترجم

متن:

شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ

شرح:

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ

تعلیقات وحواشی:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ

فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن الجبرین رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ، تخریج واضافہ جات:

محمد زبیر شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ

نظر ثانی:

الشیخ محمد رفیق طاہر حفظہ اللہ تعالیٰ

موقع پر اسے جہنم سے بچانے والے سبب کا ہونا احتمال والی بات ہے جو کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا، لہٰذا مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والا ایک سنگین خطرے کے کنارے پر کھڑا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: «لن يزال المؤمن في فسحة من دينه ما لم يصب دما حراماً» مؤمن اس وقت تک اپنے دین میں کشادگی سے رہتا ہے جب تک وہ حرام خون کا ارتکاب نہ کرے۔ (صحيح البخاري: 6862) یعنی جب حرام خون کا ارتکاب کرے گا تو دین میں تنگ ہو جائے گا، یہاں تک کہ اس سے نکل جائے گا۔ اس بناء پر یہ وعید انجام کے اعتبار سے ہے کیونکہ یہ خدشہ موجود ہے کہ یہ قتل اس کے کفر کا سبب بن سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو وہ کفر پر مرے گا اور پھر ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

اس اعتبار سے اس آیت میں سبب کے سبب کا ذکر ہے یعنی جان بوجھ کر قتل انسان کے کفر پر مرنے کا سبب ہے اور کفر ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنے کا۔ میرے خیال میں جب کوئی انسان اس بحث میں غور و فکر کرے گا تو اسے اس میں کوئی اعتراض محسوس نہیں ہو گا۔

نمبر5: خلود یعنی ہمیشہ رہنے سے لمبا عرصہ رہنا مراد ہے، ہمیشہ کے لیے رہنا نہیں۔ کیونکہ عربی زبان میں لفظ "خلود" لمبے عرصے تک رہنے کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں ہمیشہ قید میں رہے گا حالانکہ قید دائمی نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں: فلاں پہاڑوں کی طرح ہمیشہ رہے گا، حالانکہ سبھی جانتے ہیں کہ پہاڑوں کو میرا رب اُڑا دے گا اور زمین چٹیل میدان کی طرح ہو جائے گی۔

یہ جواب آسان ہے اور اسے سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں ابد کا لفظ نہیں بولا یعنی یہ نہیں کہا کہ «خالداً فيها أبداً» ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس میں رہے گا، بلکہ یہ فرمایا ہے: ﴿خالداً فيها﴾ جس کا مطلب ہے کہ لمبا عرصہ رہے گا۔

نمبر6: یہ وعید کا مسئلہ ہے اور وعید کے خلاف جانا جائز ہے۔ کیونکہ یہ عدل سے فضل و کرم کی طرف منتقل ہونا ہے جو کہ قابل تعریف ہے۔۔۔ مثلاً: آپ اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ اگر تم بازار گئے تو تمہیں اس لاٹھی سے ماروں گا۔ پھر وہ بازار چلا جاتا ہے اور جب واپس آتا ہے تو آپ اسے ہاتھ سے مارتے ہیں کیونکہ یہ سزا اس کے لیے لاٹھی کی مار سے ہلکی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قاتل کو یہ وعید سنائی، پھر اسے معاف کر دیا تو اسے اس کا کرم سمجھا جائے گا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ﴾

یہ اس لیے کہ بے شک انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور اس کی خوشنودی کو برا جانا۔ [محمد: 28]

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾

پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔ [الزخرف: 55]

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ﴾

اور لیکن اللہ نے ان کا اٹھ کر جانا ناپسند کیا تو انہیں روک دیا۔[التوبة: 46]

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝3﴾

اللہ کے ہاں یہ سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو تم کرتے نہیں۔ [الصف: 3]

تشریح:

یہ آیات جن میں صفتِ محبت کا تذکرہ ہے، بہت ساری ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو صفتِ محبت سے متصف کیا ہے۔ کہ وہ محبت کرتا ہے، اس سے محبت کی جاتی ہے۔ وہ متقین، نیکوکار اور انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لیکن در حقیقت یہ جواب بھی قابل اعتراض ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اللہ نے وعید نافذ کر دی تو؟ اعتراض تو وہیں کا وہیں رہ جائے گا۔ اور اگر نافذ نہ کرے تو پھر وعید سنانے کا فائدہ؟

اس آیت سے پیدا ہونے والے اشکال کے یہ چھ جواب دیے گئے ہیں جن میں سب سے عمدہ پانچواں جواب اور اس سے کم چوتھا جواب ہے۔(العثیمین: 1/ 263-266)